الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

جامع البیان

فی علم ما یکون وما کان

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

(باہتمام) حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

(ناشر) عطاری پبلشرز (مدینۃ المرشد) کراچی

فون نمبر: 2446818

موبائل نمبر: 0300-8271889

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فقیر نے ایک ضخیم تصنیف لکھی بنام 'نور الایمان فی ان جمیع العلم فی القرآن' جسے علامہ صاحبزادہ سیّد محمد منصور شاہ صاحب میانوالی سے اپنے جریدہ سعیدۃ الحدائق میں قسطوار شائع کر رہے ہیں اسی دوران برادر محترم علامہ الحاج پروفیسر محمد حسین آلی صاحب نے سیالکوٹ سے اطلاع بھجوائی بلکہ حجت کر کے مضمون بھجوانے کا حکم فرمایا کہ ہم کالج کی جانب سے 'عزم نو' کا قرآن نمبر نکال رہے ہیں اسی لئے بہترین مضمون جامعیت قرآن کے موضوع پر لکھ کر جلد بھیجئے۔ فقیر نے اس پر مضمون تیار کر کے انہیں بھجوایا جسے اہل علم وفکر نے پسند فرمایا اب اس میں اضافہ کر کے بنام 'جامع البیان' اپنے عزیزوں الحاج محمد احمد صاحب اور الحاج محمد اسلم صاحب کو اس کی اشاعت کی اجازت دیتا ہوں۔ مولیٰ عزّ وجل اسے فقیر کیلئے توشہ آخرت و ناشرین کیلئے موجبِ مغفرت اور ناظرین کیلئے مشعل راہ بنائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان ۶ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سلام قولا من رب رحیم

بڑی بی اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے یہاں جنگل بیابان میں تن تنہا کیوں پڑی ہو؟

من یضلل اللہ فلا ہادی لہ اللہ جس کا راستہ بھلائے اس کا کوئی راہنما نہیں ہے۔

مطلب یہ تھا کہ گم کردہ راہ ہوں، قافلہ نکل گیا، تنہا سفر کرنے سے معذور ہوں، اس لئے مجبوراً یہاں پڑی ہوں۔

آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟

اس سوال پر عبداللہ ابن مبارک کا یقین تھا کہ منزل کا پتا بتلانے کیلئے قرآن سے باہر آنا پڑے گا مگر جواب ملاحظہ ہو:۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

پاک اور برتر ہے وہ جو راتوں رات اپنے بندہ کو مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا۔

عبداللہ ابن مبارک سمجھ گئے کہ حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر بیت المقدس جانے کا ارادہ ہے۔

پوچھا، یہاں کب سے پڑی ہو؟

ثلث لیال سویا

پورے تین دن رات سے۔

مجھے آپ کے پاس بظاہر کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی؟

ھو یطعمنی ویسقینی

اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

اچھا تو پھر وضو کی کیا صورت ہے؟

فان لم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا (الآیہ)

پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔

میرے پاس کچھ کھانا تو موجود ہے اگر آپ کھائیں تو حاضر کروں؟

اس سوال کے جواب میں یقین تھا کہ قرآن حکیم کی آیت پر اکتفانہ ہو سکے گا اور ضرور اثبات یا نفی میں جواب دینا پڑے گا۔

ثم اتموا الصیام الی الیل

پھر روزہ کو رات تک پورا کرو......مطلب یہ کہ روزہ سے ہوں۔

یہ تو رمضان المبارک کا مہینہ نہیں ہے۔

من تطوع خیرا فان اللّٰہ شاکر علیم

جو شخص خوشی سے نیک کام کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا دانائے حال ہے۔

یعنی گو رمضان نہیں ہے مگر روزہ سے کس نے منع کیا ہے۔

سفر میں تو رمضان المبارک کے روزوں کے بھی افطار کی اجازت ہے چہ جائیکہ نفلی روزہ رکھنا؟

وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون

اگر تم جانتے ہو تو روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

مطلب یہ تھا کہ جس شخص کو روزہ رکھنے کی برداشت ہو تو اس کیلئے بجائے افطار کے روزہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

عبداللہ ابن مبارک نے کہا جس طرح میں آپ سے بات کرتا ہوں اسی طرح آپ مجھ سے کیوں بات نہیں کرتیں؟

ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید

کوئی شخص منہ سے بات نہیں نکالتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک لکھنے والا نگہبان موجود ہے۔

جعلنک خلیفہ یا یحی خذا الکتب بقوۃ

ان آیات سے بڑی بی نے ابراہیم، موسیٰ، داؤد اور یحییٰ چار ناموں کی طرف اشارہ کر دیا۔ عبداللہ ابن مبارک نے مدعا سمجھ کر ابراہیم، موسیٰ، داؤد اور یحییٰ کہہ کر پکارنا شروع کیا۔ فی الفور چار نوجوان ایک خیمہ سے نکل کر سامنے آئے، ملاقات کی اور بڑی بی کو اُتارا۔ جب اطمینان سے بیٹھ گئے تو بڑی بی نے لڑکوں سے کہا:

فابعثوا احدکم بورقکم ھذی الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ

اپنے کسی آدمی کو دام دے کر شہر میں بھیجو کہ دیکھ بھال کر اچھا کھانا لائے۔

بڑی بی کی یہ فرمائش سن کر ان میں سے ایک نوجوان بازار گیا اور کھانا لا کر ابن مبارک کے سامنے رکھ دیا تو بڑی بی بولیں:

کلوا او اشربو هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیه

ان اعمالِ حسنہ کے بدلے میں جو تم نے دنیا میں کئے ہیں بفراغت کھاؤ پیو۔

گویا یوں کہئے کہ سفر میں کھانے پینے کی تکلیف اُٹھائی ہے تم نے مجھ پر احسان کیا ہے اس کے عوض یہ ہدیہ پیش ہے قبول فرمائیے۔

هل جزاء الاحسان الا الاحسان

احسان کا بدلہ احسان ہے۔

بسم اللہ کیجئے۔ عبداللہ ابن مبارک نے نوجوان میزبانوں سے مخاطب ہو کر کہا، میں کھانا اس وقت کھاؤں گا جب آپ ان بڑی بی کا حال بتلا دیں گے کہ یہ کون ہیں اور عام لوگوں کی طرح کیوں بات چیت نہیں کرتیں۔

لڑکوں نے جواب دیا کہ یہ ہماری مادر مشفقہ ہیں۔ چالیس سال سے کلام کرنا چھوڑ دیا ہے صرف قرآن مجید سے اپنے مدعا پر ایما اور اشارہ کر دیتی ہیں کہ مبادا کوئی ایسا کلمہ زبان سے نکل جائے جس پر قیامت میں مواخذہ ہو اور خداوند قدوس ناخوش ہو جائے۔

یہ سن کر عبداللہ ابن مبارک کو بڑی عبرت ہوئی، بے ساختہ رو پڑے اور کہا اللہ تعالیٰ جو چاہے اس پر قادر ہے۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم

یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے۔ وہ بڑے فضل والا ہے۔

سچ ہے!

جميع العلم فى القرآن لكن تقاصر عنه افهام الرجال

قرآن حکیم میں تو علوم موجود ہیں یہ دوسری بات ہے کہ ہر شخص کی سمجھ کی رسائی اس تک نہ ہو۔

حکایت

ایک نوجوان عورت حمام سے نکلی کہ ایک شخص نے اسے دیکھ کر کہا لقد زیناها للناظرین یعنی اس طرف اشارہ کیا کہ یہ حسن و جمال ہمارے لئے ہے۔عورت نے جواب دیا وحفظنا ها من کل شیطان رجیم یہ حسن و جمال حرام کار کیلئے نہیں، اس کیلئے حق شرعی ضروری ہے،اس شخص نے آیت پڑھی ونرید ان ناکل منا مراد یہ کہ ہم اس حسن و جمال سے حصہ لینگے عورت نے جواب دیا لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون مراد یہ کہ نکاح کے بغیر اور ادائیگی مہر کے سوا ناممکن ہے اس شخص نے پڑھا والذین لا یجدون نکاحا مراد یہ کہ میرے لئے نکاح و مہر کی ادائیگی ناممکن ہے۔عورت نے جواب دیا اولئك عنها مبعدون یعنی یہ ناممکن ہے تو میرا حسن و جمال بھی آوارہ نہیں،اس شخص نے تنگ آ کر کہا لعنة الله علیك تجھ پر اللہ کی لعنت۔عورت نے برجستہ جواب دیا للذکر مثل حظ الانثنین مرد کیلئے عورت کی نسبت دوہرا حصہ ہے۔

(التنکبر فی المونث والمذکر) (یہ تمام مکالمہ آیات قرآنی پر مشتمل ہے۔)

بعض بزرگوں سے تو یہاں تک منقول ہے کہ وہ اپنی نجی گفتگو بھی قرآن پاک کی آیتوں کے حوالے سے کرتے تھے۔

حضرت ابونصر بن ابی القاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحے اس طرح بسر کئے۔ان سے پوچھا گیا تو فرمایا: ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب ان کا مقصد تھا کہ ہر بات کو کراماً کاتبین لکھ لیتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمالنامہ میں میری ہر بات کی جگہ قرآنی آیات مبارکہ لکھی جائیں۔

جب انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کیا تو پادریوں نے مسلمانوں کو زچ کرنا شروع کر دیا۔ایک دفعہ ایک پادری نے اعلان کر دیا کہ مسلمانوں کا قرآن مدعی ہے کہ اس میں ہر خشک و تر، چھوٹی بڑی چیز کا بیان ہے کوئی مسلمان قرآن سے گاڑی، موٹر اور سائیکل ثابت کر کے دِکھائے۔ایک مولانا نے فوراً آیت پڑھی:

والخیل والبغال والحمیر لترکبوها وزینته و یخلق ما لا تعلمون

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کیلئے اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں۔

اور فرمایا کہ اسوقت کی سواری صرف اونٹ، گھوڑا، خچر اور گدھا تھی یخلق ما لا تعلمون میں واضح بیان ہے کہ تمہاری بیان کردہ سواریوں کو خالق کائنات نے پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔اس سے پادری لاجواب ہو گیا۔

سچ کہا گیا!

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنه افهام الرجال

علوم و فنون

جیسا کہ ذکر ہوا کہ قرآن پاک میں ستر ہزار چار سو پچاس علوم وفنون ہیں۔ امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قرآن کو حاصل کیا تھا ان کے بعد تابعین نے قرآن کے تمام علوم وفنون سے واقف ہونے کی وجہ سے بہت سے انواع بنا ڈالے یعنی ہر گروہ اس کے فنون میں سے کسی ایک فن کو سنبھالنے پر متوجہ ہو گیا اور علوم وفنون کی تفصیل یوں ہے۔

قرأۃ وتجوید...... علوم القرأۃ والتجوید کے ماہرین نے قرآن پاک کی لغات ضبط کرنے، کلمات تحریر کرنے، حروف کے مخارج و تعداد واضح کرنے، آیات وسور ومنازل (سبعہ) نیز نصف، ربع، ثلث اور سجدہ ہائے قرآن اور متماثل آیات کو شمار کرنے پر ہی اکتفا کیا، قرآن پاک کے معانی کی طرف توجہ نہ دی اور نہ ہی باقی علوم وفنون کو چھیڑا جو قدرت نے اس کے اندر ودیعت کئے تھے۔ علم القرأۃ والتجوید خیر القرون کے بعد ایجاد ہوا ہے۔ جسے فقہ وحدیث کی اصطلاح میں بدعتِ حسنہ کہا جاتا ہے۔ دورِ حاضرہ میں اس فن کی ضرورت واہمیت سب کو معلوم ہے۔

صرف ونحو...... صرف ونحو کے موجدوں نے قرآن پاک کے معرب ومبنی، اسماء وافعال عوامل حروف پر توجہ رکھی۔ اسماء اور ان کے توابع، اقسام، افعال لازم ومتعدی، کلمات کی رسوم الخط اور انہی کے متعلقہ ضوابط کی چھان بین کی ان محققین کرام نے اس فن میں قرآن کے ایک ایک کلمے کا الگ الگ اعراب بیان، جس سے آج مسلمانوں کا بچہ بچہ فائدہ اُٹھا رہا ہے۔ اس فن کی گوناگوں اہمیت کی وجہ سے فقہاء کرام اور محدثین عظام نے اسکو سیکھنا واجب قرار دیا ہے یہ فن بھی خیر القرون کے آخری حصے میں معرض وجود میں آیا لیکن چند جملوں کے ساتھ، جو ابوالاسود نے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی سے مرتب کئے پھر اس فن کے قواعد و ضوابط چھٹی صدی تک مرتب ہوتے رہے۔ (طبقات النحاۃ للسیوطی) اس کا پڑھنا واجب کفایہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت میں اعرابی خطا نہ ہو، علاوہ ازیں اسلام کے دیگر بنیادی اصول وفنون بھی واجب کفایہ ہیں جیسے تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ، علم العقائد والکلام۔ یاد رہے کہ مسائل شرعیہ کا سمجھنا آیات واحادیث پہ موقوف ہے اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ موقوف علیہ کا واجب بھی واجب ہوتا ہے۔

اسی لئے علماء نے فرمایا کہ ہر وہ مسئلہ جو قرآن پاک اور حدیث مبارک سے بطور استنباط حاصل ہوا، قابل قبول ہے اگر چہ بظاہر بدعت ہے مگر حقیقت میں مستحسن فعل ہے اور جو مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے، قابل عمل نہیں کہ اس کا ترک واجب ہے اسے فقہ کی اصطلاح میں بدعتِ سیئہ کہتے ہیں اسی بدعت کی مذمت احادیث شریفہ میں وارد ہے۔

فنِ تفسیر...... فن تفسیر بھی خیر القرون کے بعد مستقل طور پر تیسری صدی کی ایجاد ہے اگر چہ صحابہ میں اس کی بنیاد رکھی جا چکی تھی چنانچہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے چند اوراق تفسیر القرآن کے لکھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر بھی مشہور ہے لیکن مستقل طور پر پہلی تفسیر حضرت ابن جریر نے تحریر کی۔ ابن جریر کی وفات ۳۱۰ھ میں ہے۔

مفسرین کرام کی توجہ الفاظ قرآن پر مبذول ہوئی انہوں نے اس میں ایک لفظ ایسا پایا جو کہ ایک ہی معنی پر دلالت کرتا ہے اس کے علاوہ اس لفظ کے دوسرے معنی نہیں ہوتے اور دوسرا لفظ دو معنوں پر دلالت کرنے والا دیکھا پھر تیسرا لفظ دو سے زائد معنوں پر دلالت کرنے والا نظر آیا لہٰذا انہوں نے پہلے لفظ کو اسی کے حکم پر جاری رکھا اور اس میں سے خفی لفظ کے معنی واضح کئے دو یا زائد معانی والے لفظ میں متعدد احتمالوں میں سے کسی ایک معنی کو ترجیح دینے پر غور کیا ہر شخص نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق کام کیا اور جو بات اس کے خیال میں آئی اس کے مطابق کہا، پھر یہ ایک مستقل فن بن گیا جو تا حال ہر فرقے میں مروج ہے۔

فنِ اصول...... علمائے اصول نے قرآن پاک میں پائی جانے والی عقلی دلیلوں اور اصلی و نظری شواہد کی جانب توجہ کی مثلاً ارشادِ باری ہے: لو کان فیھما الھتہ الا اللّٰہ لفسدتا اسی طرح کی دوسری بکثرت آیتیں زیرِ غور آئیں پھر ان سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کے وجود، بقا، قدرت اور علم پر دلائل قائم کئے اور ان سے نئی نئی دلیلیں پیش کیں اور جو باتیں ذات واجب تعالیٰ کیلئے لائق نہیں تھیں ان سے اس کا منزہ ہونا پایا ثبوت کو پہنچایا اور اس علم کا نام علم الاصول دین رکھا جسے درس نظامی میں علم الکلام کہا جاتا ہے۔

اصولِ فقہ...... بعض علمائے کرام نے قرآن پاک کے معنی پر غور کیا اور دیکھا کہ ان میں سے کچھ خطابات عموم کے مقتضی ہیں اور بعض خطابات خصوصی کے مقتضی ہیں اور اسی طرح کی دوسری باتیں معلوم کیں اور انہی علمائے کرام نے قرآن پاک سے فقہ کے احکام اور حقیقت و مجاز کی قسم سے استنباط کئے اور تخصیص، اخبار، ظاہر، مجمل، محکم، متشابہ، امر، نہی اور نسخ وغیرہ قیاسات، استصحابِ حال اور استقراء کی انواع پر کلام کیا اور اس فن کا نام 'اصول فقہ' رکھا جو درس نظامی میں اہم فن کی حیثیت سے شامل ہے۔

علم الفقہ...... علمائے کرام کی ایک جماعت نے قرآن کے حلال و حرام اور ان تمام احکام پر جو اس میں موجود ہیں محکم طریقہ سے صحیح نظر اور سچی فکر سے کام کیا اور انہوں نے ان احکام کے اصول و فروع کی بنیاد ڈالی اور اس پر بڑی جامع بحث کی پھر اس کا نام علم الفروع اور علم الفقہ رکھا۔

بطورِ نمونہ چند علوم فنون عرض کردیئے ہیں، اس کو اگر پھیلایا جائے تو ایک ضخیم تصنیف تیار ہوسکتی ہے ہاں اس سے اتنا تو ثابت ہوگیا کہ یہ علوم وفنون قرآنی علوم کا حصہ ہیں اور ان علوم وفنون سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بخوبی واقف تھے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی ان سے آگاہ تھے صرف ان ہستیوں نے علوم وفنون کو ان ناموں سے یاد نہیں کیا، گویا ان علوم وفنون کا وجود تو خیر القراون میں تھا لیکن نام نہ تھا اور علم الاصول کا قاعدہ ہے کہ نام کی وضع سے کی حقیقت کے منافی نہیں اسی سے اختلافی مسائل کو دیکھا جائے تو وہ ختم ہوسکتے ہیں مثلاً سیرت رسول کا ذکر اور اس کے طریقہ بیان پہ کسی کو اختلاف نہیں کہ خیر القرون میں نہیں تھا بلکہ تھا اور زوروں پہ تھا اگر دورِ حاضر میں کوئی اسے سیرت کہتا ہے اور کوئی میلاد کہتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

علم التصوف...... حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ارباب اشارات اور اصحاب الحقیقت (صوفیہ) نے قرآن میں غور وخوض کیا تو ان پر اس کے الفاظ سے بہت کچھ معانی اور باریکیاں نمایاں ہوئیں، جن معانی کو اصلاح بنا کر خاص ناموں سے موسوم کیا، پھر فنا، بقا، حضور، خوف، ہیبت، انس، وحشت اور قبض و بسط یا اس طرح کے بہت سے فنون کا انتخاب اور استنباط کیا ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲)

فائدہ...... علم التصوف کے استنباطات کی حقانیت پر ذیل کی بحث بطور تائید وتوثیق پیش کی جاتی ہے۔ امام موصوف لکھتے ہیں، انشاء پردازوں اور شاعروں نے قرآن کے الفاظ کی جزالت، بدیع نظم، حسن سیاق مبادی، مقاطع، مخالص، خطاب میں تنوع اور اطناب وایجاز وغیرہ اُمور کو پیش نظر رکھ کر اس سے علوم، معانی، بیان اور بدیع کو اخذ کیا۔

اور علوم وفنون بھی ہمارے درس نظامی کے علاوہ ادباء شعراء میں مروج ہیں تو جس طرح یہ علوم وفنون قابل قبول ہیں دوسرے علوم و فنون بھی قابل قبول ہونے چاہئیں۔

علوم عقلی

غرض مذکورہ بالا علوم کو مسلمانوں ہی نے قرآن سے اخذ کیا اور ان کے علاوہ بھی قرآن کریم دوسرے اگلے لوگوں کے علوم پر حاوی تھا مثلاً علمِ طب، علمِ جدل، ہیئت، ہندسہ، جبر و مقابلہ اور نجوم اور سائنس وغیرہ۔ ذیل میں ان علوم پر تفصیلی بحث کی جاتی ہے۔

علم طب...... طب کا مدار قوت کو برقرار رکھنے اور نظام صحت کی نگہداشت پر ہے اور اس کا ہونا یوں ممکن ہے کہ متضاد کیفیتوں کی کاریگری سے مزاج میں اعتدال رہے قرآن پاک نے اس بات کو ایک ہی آیت میں جمع کر دیا، فرمایا **وکان بین ذالك قواما** نیز ہم نے قرآن میں اس آیت کو بھی پایا جو اختلال صحت کے بعد اس کے نظام اور جسم میں مرض پیدا ہو جانے کے بعد شفا کا فائدہ دیتی ہے۔ فرمایا **شراب مختلف الوانه فيه شفاء للناس** پھر اجسام کے علم طب پر قرآن نے قلوب کے علم طب کا بھی اضافہ کیا۔ فرمایا **شفاء لما في الصدور**۔

علم ہیئت...... علم ہیئت کا وجود اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی سورتوں میں متعدد ایسی آیتیں ملتی ہیں جن میں آسمانوں اور زمینوں کے ملکوت اور عالم علوی سفلی میں پھیلی مخلوقات کا ذکر کیا گیا ہے اہل ہیئت نے ان آیات کو اصول کے طور پر اپنایا ہے۔

علم ہندسہ...... علم ہندسہ کا پتا **انطلقوا الى ظل ذى ثلث شعب** جیسی آیت سے ملتا ہے۔

علم جدل...... علم جدل کے متعلق قرآن کی آیتیں برہان، مقدمات و نتائج، قول بالموجب اور معارضہ وغیرہ اور شرائط مناظرہ کی قسم سے بہ کثرت باتوں پر حاوی ہیں اس کی اصل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ اور اپنی قوم کے سامنے دلائل قائم کرنا ہے۔

جبر و مقابلہ...... اس کے متعلق کہا گیا کہ سورتوں کے اوائل میں پچھلی قوموں کی تواریخ کے متعلق مدتوں، سالوں اور دِنوں کا ذکر، خود اس امتِ محمدیہ کی بقا کی تاریخ، ایام دنیا کی تاریخ اور گزشتہ و باقی ماندہ مدت کا ذکر ایک دوسرے کو ضرب دینے سے معلوم ہوتا ہے۔

علم نجوم...... علم نجوم کا ذکر آیتِ مبارکہ **او اثارة من علم** میں ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔

علم دستکاری...... قرآن میں دستکاری کے اصول اور ان آلات کے نام بھی مذکور ہیں جن کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً خیاطت (سلائی) کا ذکر آیتِ مبارکہ وطفق یخصفان میں اور آہنگری کا تذکرہ آیت مبارکہ اتونی زبر الحدید اور والنا لہ والحدید میں درج ہے۔اسی طرح معماری کا تذکرہ بہت سی آیتوں میں آیا ہے،نجاری کا ذکر آیت مبارکہ واصنع الفلك باعيننا میں دیکھئے۔سوت کا ذکر نقضت غزلھا میں،بُننے کا ذکر کمثل العنکبوت اتخذت بیتا میں،کاشتکار کا بیان افرا یتم ما تحروثون میں،شکار کا بیان متعدد آیتوں میں،غوطہ خوری کا ذکر کل بناء غواص اور تستخرجوا منه حلیته میں،زرگری کا ذکر واتخذ قوم موسیٰ من بعده من علیھم عجلا جسدا میں،شیشہ اور کانچ کا بیان صرح ممرد من قواریر اور المصباح فی زجاجته میں، خشت پختہ بنانے کا بیان فاوقدلی یا ھامان علی الطین میں ہوا ہے،جہازرانی کا ذکر اما لسفینته میں، کتابت کا ذکر علم بالقلم میں،روٹی پکانے کا ذکر احمل فوق راسی خبزا میں،کھانا پکانے کا تذکرہ بعجل حنیذ میں،دھونے اور کپڑا اچھانٹنے کا بیان وثیابك فطهر میں آیا ہے اور آیت مبارکہ قال الحواریون میں کیونکہ وہ لوگ دھوبی تھے،قصابوں کا ذکر الا ما ذکیتم میں،خرید وفروخت کا تذکرہ کئی آیتوں میں،تیراندازی کا بیان وما رمیت اذ رمیت اور اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ میں آیا ہے۔قرآن پاک میں طرح طرح کے کھانے اور پینے کی چیزوں کے نام اور تمام وہ چیزیں جو کائنات میں واقع ہو چکیں ہیں اور آئندہ واقع ہوں گی کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔

مادیات وروحانیات...... قرآن مجید اپنی منفرد خصوصیات کی بناء پر تمام انسانوں کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ اس کی مثل ضابطۂ حیات مرتب کر کے دکھائیں قرآنی خصوصیات بیشمار ہیں یہاں صرف مادیات وروحانیت کو لیجئے جو دورِ حاضر میں بڑی اہمیت کی حامل ہیں یاد رہے کہ تخلیق خداوندی دو حصوں میں منقسم ہے مادیات اور روحانیت،بعض شر پسندوں کے نزدیک یہ دونوں مختلف ہی نہیں متضاد ومعاند ہیں،نہ صرف یہ کہ یہ یکجا نہیں ہو سکتے،اہل مذہب مادیت کو انتہائی قابل نفرت قرار دیتے ہیں اور مذہب کا سخت دشمن سمجھتے ہیں دوسری طرف اہل مادیت، مذہب کو جہالت اور توہم پرستی سے تعبیر کرتے ہیں ان دونوں میں جنگ عرصہ قدیم سے چلی آرہی ہے عصر حاضر کا سیکولرازم مذہب کے خلاف اسی نفرت کا نتیجہ ہے۔

لیکن قرآن کی منفرد خصوصیت تو دیکھئے کہ مذہب کے اسٹیج پہ کھڑا ہو کر مادی کائنات کے نظام کو اپنی صداقت کی تائید میں بطور شہادت پیش کرتا ہے مثلاً سورۂ واقعہ میں ہے فلا اقسم بمواقع النجوم بات یہ نہیں کہ میں اپنے دعاوی کے ثبوت میں نظری دلائل یا بسیط حقائق پیش کر کے آگے بڑھ جاؤں گا میں ایسا نہیں کرونگا کیونکہ نظری یا تجریدی دلائل عام فہم نہیں ہوتے میں کائنات کے مرئی اور محسوس نظام کی مثالوں سے واضح کروں گا کہ یہ تمام نظام کس طرح قوانین کے تابع مصروف گردش ہے۔

کائناتی شواہد......اس سلسلہ میں سب سے پہلے ستاروں کی گزرگاہوں کو بطور شہادت پیش کرتا ہوں۔ وانہ لقسم لو تعلمون عظیم اگر تم علم وبصیرت کی بارگاہ سے دریافت کرو تو تمہیں معلوم ہوجائے کہ یہ شہادت کس قدر محکم اور پائیدار ہے۔ شہروں کے رہنے والے ستاروں کی گزرگاہوں کو نہیں سمجھ سکتے اس کے متعلق صحرا نورد بدوؤں سے پوچھئے جن کی ساری زندگی سفر میں گزرتی ہے اور سفر بھی بیشتر رات کی تاریکی میں، اس صحرا میں جہاں نہ کوئی نشانِ راہ ہوتا تھا، نہ دلیل منزل، ان حالات میں انکے سفر کی رہنمائی صرف ستاروں کی گزرگاہوں سے ہوتی تھی وہ ان سے راستہ کا تعین کرتے تھے اور انہیں اس کا عملی یقین ہوتا تھا کہ وہ راستے بتانے میں کبھی غلطی نہیں کرینگے نہ منزل کی طرف لے جانے میں فریب دینگے۔ آج بھی ان کی گزرگاہوں کی اہمیت جہاز رانوں اور علم الافلاک کے محققین سے دریافت کی جاسکتی ہے ان گزرگاہوں کو بطور شہادت پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ انہ لقرآن کریم بیشک یہ عزت والا قرآن ہے یعنی جس طرح یہ ستارے تمہیں منزل مقصود تک پہنچانے میں چراغِ راہ بنتے ہیں اور اس میں کبھی دھوکا نہیں دیتے، اسی طرح یہ قرآن بھی انسانی زندگی کے سفر میں تمہاری راہنمائی کرے گا اور اس میں غلطی کرے گا نہ دھوکا دے گا۔

سورۃ تکویر میں اس اجمال کو قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جہاں کہا کہ فلا اقسم الخنس ہ الجوار الکنس یہی نہیں بلکہ میں شہادت میں پیش کرتا ہوں ان سیاروں کو جو پچھلے پاؤں لوٹ جاتے ہیں اور انہیں بھی جو برق رفتار غزالہ کی طرح تیزی سے آگے بڑھ کر نگاہوں سے اوجھل ہوجاتے ہیں اور فرمایا والیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس اور شہادت میں پیش کرتا ہوں لیلائے شب کو جب وہ دبے پاؤں آتی ہے اور اسی طرح خاموشی سے لوٹ جاتی ہے اور اس کے ساتھ عذرائے سحر کو جب وہ اپنی مسیحا نفسی سے ساری دنیا کو حیاتِ نو کا پیغام دینے مشرق کے جھروکے سے نمودار ہوتی ہے، میں شہادت پیش کرتا ہوں ان تمام کائناتی شواہد کو اس حقیقت کی تصدیق کیلئے کہ انہ لقول رسول کریم بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں یعنی جس شخص سے تم اس قرآن کو سن رہے ہو وہ یہ کچھ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا وہ تو ہمارا پیارا پیغمبر ہے اور ہمارا پیغام تم تک پہنچا رہا ہے اور وہ نہایت واجب التکریم ہے اور یہ پیغام بھی واجب التکریم ہے اور جس خدا نے اسے بھیجا ہے وہ بھی واجب التکریم ہے۔

سورۃ الطارق میں ہے والسماء ذات الرجع یعنی یہ فضائی کُرّے جو اس قدر عظیم الجثہ ہونے کے باوجود اس حسن وخوبی کیساتھ اپنے اپنے مدار میں مصروف گردش ہیں اور اپنی گردش سے زندگی کے نئے نئے پہلو سامنے لاتے ہیں وہ بھی اس حقیقت پر شاہد ہیں اور یہ زمین بھی جو بیج کو پھاڑ کر اس میں سے ایک کونپل کی شکل میں ایک نئی زندگی کی نمود کرتی ہے والارض ذات الصدع یہ سب کچھ اس پہ شاہد ہے کہ انہ لقول فصل قرآن ایک فیصلہ کن حقیقت ہے، اس میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ غلط اور صحیح، حق اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

امابعد! قرآن مجید کا یہ ایک بڑا اعجاز ہے کہ وہ جملہ عوالم کے جملہ علوم کا جامع ہے۔ فقیر نے اس تصنیف میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال

جملہ علوم قرآن میں ہیں لیکن اس سے لوگوں کے افہام وعقول قاصر ہیں۔

اسی لئے اس کا نام **جامع البیان فی علم ما یکون وما کان** رکھا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم

وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

باطل کو نکھار کر الگ الگ کر دیتا ہے۔ وما ھوا بالھزل یہ یونہی مذاق نہیں۔ تم کہتے ہو کہ یہ شاعری ہے جسے زمانے کی گردشیں خود بخود مٹا دیں گی ام یقولون شاعر نتربص به رایت المنون یہ بھی تمہارا واہمہ ہے فلا اقسم بما تصبرون وما لا تصبرون یعنی جو کچھ تمہیں دکھائی دیتا ہے یعنی یہ عالم محسوس ہے اور جو کچھ تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہے وہ سب اس حقیقت پر شاہد ہے کہ انه لقول رسول كريم ٥ وما هو بقول شاعر یہ شاعرانہ تخیلات کا نگاہ فریب مرقع نہیں جو مرورِ زمانہ سے حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے۔

مزید برآں قرآن کریم میں بکثرت مقامات ہیں جہاں نظام کائنات اور اس کے عناصر کو قرآنی حقائق اور دعاوی کی تائید میں بطور شہادت پیش کیا گیا ہے نظام کائنات کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے تمام رموز و اسرار بیک وقت نہیں آجاتے جوں جوں علمِ انسانی ترقی کرے گا اور محققین کی کاوشیں ان پر پڑے ہوئے پردوں کو اٹھاتی جائیں گی یعنی انہیں (Discover) کرتی جائیں گی وہ اُبھر کر سامنے آتے جائینگے اس بناء پر قرآن نے کہا سنریهم ایتنا فی الافاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق اولم یکف بربك انه علیٰ کل شیٔ شهید ہم عالم انفس و آفاق یعنی انسان کی خود اپنی زندگی اور خارجی کائنات میں اپنی نشانیاں دکھاتے جائیں گے اور ہر حقیقت اس طرح بے نقاب ہوگی اور اس امر کی شہادت دے گی کہ قرآن کا ہر دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے یہ اس لئے کہ یہ قرآن خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جس سے کوئی چیز مستور نہیں۔

فائدہ...... اس آیتِ جلیلہ میں قرآن کریم نے عظیم حقائق کو پیش کیا ہے اور اربابِ علم و دانش کو تاکید کی ہے کہ وہ رموز فطرت دریافت کرنے میں مسلسل کوشش کرتے رہیں اور دوسرے اس نے یہ کہا کہ اس کے احکام و اوامر ہر دور میں واضح طور پر سامنے رہیں گے لیکن اس کے حقائق و معارف تمام کے تمام کسی ایک دور میں منکشف نہیں ہو جائیں گے۔ علم انسانی کی سطح جوں جوں بلند ہوگی یہ بے نقاب ہوتے جائیں گے اس لئے یہ ہر زمانے کے اربابِ علم کیلئے موضوعِ تحقیق و ہدف کاوش رہے گا۔

دعوت غور و فکر...... نظام کائنات کی یہی اہمیت ہے جس کے پیش نظر قرآن نے علمی تحقیق پر اس قدر زور دیا ہے۔ سورۂ آل عمران میں ہے: ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنهار لایت لاولی الالباب حقیقت ہے کہ جو لوگ عقل و بصیرت سے کام لیتے ہیں ان کیلئے تخلیق کائنات اور گردش لیل و نہار میں قوانین خداوندی کی ہمہ گیری کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ اربابِ فکر و نظر زندگی کے ہر گوشے میں کھڑے، بیٹھے، لیٹے، قوانین خداوندی کو اپنی نگاہوں میں رکھتے ہیں اور کائنات کی تخلیقی ترکیب پر غور و فکر کرتے ہیں اور اپنی تحقیقات و انکشافات کے بعد علیٰ وجہ البصیرت پکار اُٹھتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے اس کارگہہ کائنات کو عبث پیدا نہیں کیا اور نہ تخریبی نتائج کیلئے یہ ہماری کم علمی اور کوتاہ فکری ہے کہ ہم تحقیق سے کام نہیں لیتے اور اس طرح اشیائے کائنات کے نفع بخش پہلوؤں سے بے خبر رہ کر عذاب کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

سائنسی امور

دورِ حاضر میں وہ بات زیادہ اہم سمجھی جاتی ہے جس میں سائنس کو دخل ہو حالانکہ قرآنی علوم کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں ویسے قرآن نے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے۔سورۂ فاطر میں ہے:

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فاخر جنابہ ثمرات مختلفا الوانھا

تم نے کبھی دیکھا کہ بادلوں سے ایک جیسا پانی برستا ہے لیکن اس سے مختلف انواع واقسام کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔

ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانھا و غرا بیب سود

اور پہاڑوں کو دیکھو کہ ان کا مادہ تخلیق ایک ہی تھا لیکن ان میں مختلف رنگوں کے خطے ہیں، کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی کالا۔

ومن الناس والدواب والانعام مختلف الوانہ کذالك

اور اسی طرح انسان دیگر حیوان اور مویشی بھی مختلف النوع ہیں۔

انتباہ......غور کیجئے کہ علوم سائنس کے مختلف شعبے اس میں آگئے ہیں اس کے بعد کہا کہ صحیفہ فطرت کے یہ اوراق سب کے سامنے کھلے رہتے ہیں لیکن اس کی عظمت کے وہی قائل ہیں جن کو علم وبصیرت کی دولت میسر ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء o ان اللہ عزیز غفور o

بے شک اللہ سے ڈرنے والے اس کے بندوں میں سے اہل علم ہی ہیں، بے شک اللہ غالب ہے مغفرت والا ہے۔

قرآن نے حضرت انسان کو نائبِ حق بنا کر تسخیر کائنات کا حامل قرار دیا ہے اور اس نے انسان کو نظامِ کائنات پر غور وفکر کی محض نظری طور پر تاکید ہی نہیں کی اس کی تسخیر کا اشارہ بھی فرمایا۔

وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ ان فی ذلك لایت لقوم یتفکرون

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی پستیوں اور بلندوں کو تمہارے لئے تابع تسخیر کر دیا ہے
لیکن اس حقیقت کو وہی لوگ سمجھ سکیں گے جو غور وفکر سے کام لیں گے۔

اس نے کہا ہے کہ قوانین فطرت کا علم حاصل کرنا اسلئے ضروری ہے کہ تم فطرت کی قوتوں کی مسخر کر سکو گے۔اس سے آپ نے دیکھا کہ قرآن نے شروع میں فرمایا تھا کہ اس میں خود تمہارے لئے شرف کا راز پوشیدہ ہے تو وہ دعویٰ کس قدر سچا ہے۔جو قوم میں فطرت کی قوتوں کو مسخر کر لیتی ہیں انہیں کس قدر قوت وثروت حاصل ہو جاتی ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

علامہ اقبال نے قصہ آدم کو اپنے انداز میں بڑے خوبصورت اسلوب سے پیش کیا ہے۔ آدم فرشتوں کے جلو میں زمین پر آتے ہیں تو روحِ ارضی یہ کہہ کر ان کا استقبال کرتی ہے ؂

کھول آنکھ، زمین دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ

ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل یہ گھٹائیں — یہ گنبد افلاک یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ، یہ صحرا، یہ سمندر، یہ ہوائیں — تھیں پیش نظر کل تک تو فرشتوں کی ادائیں

آئینہ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ

خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں — آباد ہے ایک تازہ جہاں تیرے ہنر میں
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں — جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں

اے پیکر گل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

خارجی کائنات سے آگے بڑھ کر اب خود انسان کی طرف آیئے، قرآن کریم نے متعدد مقامات پر بتایا ہے کہ انسان حیوانات سے اشرف اور ممتاز ہے اس لئے ہے کہ اسے غور و فکر، علم و بصیرت کی صلاحیت دی گئی ہے اس نے کہا ہے کہ انسان کے حیطہ علم سے صرف ایک چیز باہر ہے اور وہ ہے وحی کی کنہ و حقیقت یعنی یہ کہ حضرات انبیاء کرام کو وحی کس طرح ملتی تھی اور اس کا سرچشمہ کیا تھا۔ عقلِ انسانی وحی کی تخلیق نہیں کر سکتی۔ ہاں جب وحی انبیاء کرام کی وساطت سے انسان تک پہنچ جاتی تو اسے غور و فکر کی رو سے سمجھا جا سکتا تھا، اس لئے ہی قرآن نے غور و فکر پہ زور دیا ہے۔

جانوروں سے بدتر

قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ جو انسان غور وفکر سے عاری رہتے ہیں وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جو سینے میں دل تو رکھتے ہیں مگر اس سے سوچنے سمجھنے کا کام نہیں لیتے۔ آنکھیں تو رکھتے ہیں مگر دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ کان تو رکھتے ہیں مگر سننے کا کام نہیں لیتے۔ اولـــئك كالانعام بل هم اضل وہ جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

سورۂ انفال میں فرمایا ان شرا الدواب عند الله الصم البكم الذين لا يعقلون بیشک اللہ کے نزدیک بدترین خلائق وہ لوگ ہیں جو بہرے اور گونگے بنے رہتے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے۔ اس مضمون کی متعدد آیاتِ مبارکہ لکھی جا سکتی ہیں۔

فائدہ...... یہ تدبر کسی خاص دور تک محدود نہیں تھا کہ قرآن پر جس قدر تدبر کیا جا سکتا تھا کیا جا چکا، اب مزید تدبر کی ضرورت نہیں۔ تدبر کا لفظ تمام زمانوں کیلئے جب قرآن قیامت تک ضابطۂ راہنمائی ہے تو اس پر غور وفکر کے دروازے بھی ہمیشہ کیلئے کھلے ہیں۔ قرآن کہتا ہے، مومن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے آیاتِ خداوندی پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گر پڑتے، غور وفکر کے بعد انہیں قبول کرتے ہیں۔

علمِ غیب

قرآن مجید کے اعجاز میں سے ایک یہ بھی ہے جو خبریں دیں وہ سو فیصد پوری ہوئیں خواہ ان کا تعلق زمانہ ماضی میں تھا یا زمانہ مستقبل میں۔ چند نمونے عرض کئے دیتا ہوں تا کہ اہل ایمان کا ایمان تازہ ہو۔

☆ قرآن نے خبر دی کہ مسلمان عنقریب مسجد حرام میں داخل ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلح کر کے عمرہ ادا کئے بغیر ہی واپس ہو رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی:

لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللّٰہ امنین

تم ضرور مسجد حرام میں اِن شاء اللہ امن وامان کے ساتھ داخل ہوگے۔

اس وقت نہ مسلمانوں کی یہ حالت تھی اور نہ کسی کو اس کا یقین آسکتا تھا مگر صلح حدیبیہ کے اگلے سال ایسا ہی ہوا۔

☆ قرآن نے دعوٰی کیا کہ کافر خدا کے نور کو بجھا نہیں سکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یریدون ان یطفؤ نور اللّٰہ بافواھم ویابی اللّٰہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکٰفرون

یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کئے بغیر رہنے کا نہیں اگر چہ کافروں کو برا ہی لگے۔

فائدہ......آیت کی صداقت پر اُمت کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے یہود و نصاریٰ مشرکین غرض ہر مخالف اپنے مکروفریب اور زورو جبر کے ہر ممکن طریقہ سے اسلام کی بیخ کنی میں لگا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود اسلام ہے کہ پھیلتا ہی جاتا ہے اور پیروانِ اسلام کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے یہاں تک کہ مسیحی مشنریوں کو اعتراف ہے کہ بے دریغ روپیہ خرچ کرنے اور نہایت درجہ مستحکم انتظام کے باوجود مسلمان کے مقابلہ میں ان کے مشن افریقہ وغیرہ میں ناکامی کا منہ دیکھ رہے ہیں۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

☆ قرآن میں ہے کہ کافر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل نہیں کر سکیں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے قرآن نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تیار کیا کہ آپ پر جو کچھ پروردگار کی طرف سے اُتارا جاتا ہے آپ اسے بے خوف وخطر پہنچاتے رہئے اور دشمنوں کی پرواہ نہ کیجئے۔

والله يعصمك من الناس

اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دشمنوں سے محفوظ رکھے گا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اس آیت کے نازل ہوتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی تمام جسمانی حفاظتوں کو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھے ہلاکت میں نہ ڈالے گا۔ اس کے بعد مخالفین جو منصوبے باندھتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ مطلع کر دیا جاتا۔ پوری عمر کے تریسٹھ سال تک ایسی حالت میں خدائے قادر وعلیم کے سوا کون دعویٰ کر سکتا ہے جو کامل شان اور عظمت سے پورا ہو کر رہا اور کھلی تاریخ شہادت بن گیا جس کو دشمن بھی جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

☆ قرآن نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استہزاء کرنے والے فنا ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا کہ خوب دل کھول کر خدائی پیغامات پہنچایئے اور تبلیغ میں کوتاہی نہ کیجئے مشرکین آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

انا كفينك المستهزئين

ہم نے آپ سے مذاق اُڑانے والوں کا فیصلہ کر دیا ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استہزاء کرنے والے سب کے سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں فنا ہو گئے۔ تفصیل دیکھئے 'کل کیا ہوگا'۔

☆ قرآن نے فرمایا کہ کافر مغلوب ہونگے چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ کافر مغلوب ہوئے۔ اللہ تعالٰی نے قرآن میں کافروں کے بارے میں فرمایا:

قل للذين كفروا ستغلبون

اے پیغمبر! کافروں سے کہہ دیجئے کہ تم دنیا میں بھی عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے۔ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

یہ چیلنج پورے اعتماد کے ساتھ کیا جا رہا ہے جبکہ تمام اہل کفر و مشرک، رؤسا، امراء، منکر و مخالف ہزاروں کی تعداد میں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خلاف ایک طوفان برپا کیے ہوئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ 23 سال کے قلیل عرصہ میں سب مغلوب ہو کر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے۔ جزیرۃ العرب میں مشرکوں کا خاتمہ ہو گیا، قریظہ کے بدعہد یہود لقمہ شمشیر ہوئے، بنو نضیر جلا وطن ہوئے، نجران کے عیسائیوں نے ذلیل ہو کر جذیہ دینا قبول کیا اور تقریباً ایک ہزار سال دنیا بھر کی بڑی بڑی مغرور و متکبر قومیں مسلمانوں کی بلندی و برتری کی معترف رہیں۔

☆ قرآن مجید میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر بلند ہوگا۔ چنانچہ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر مبارک بلند سے بلند تر ہوا جیسا کہ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

ورفعنا لك ذكرك ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

جس زمانہ میں عرب کی اکثریت کو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام سے چڑتھی اور لوگ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام ونشان مٹانے پر تلے ہوئے تھے ایسے تشویش ناک حالات میں دعوٰی کیا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام اتنا بلند ہوگا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے دنیا کا ہر نام پس پشت ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بول بالا اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر بلند ہوگا۔

آج دنیا کا کون سا گوشہ ایسا ہے جہاں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام بلندیوں سے نہیں سنایا جاتا ہے اور دنیا کی وہ کون سی ہستی ہے جس کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کیا جاتا ہے۔ وقت کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جب دنیا کے کسی نہ کسی گوشہ سے اشہدان محمد رسول اللہ کی آواز بلند نہ ہوتی اور کہیں نہ کہیں کے مسلمان آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دُرود شریف نہ پڑھتے ہوں اور ذکر نہ کرتے ہوں اذان و نماز میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام داخل ہے اور ہر جگہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا چرچا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

☆ قرآن نے اعلان کیا کہ دین اسلام کو غلبہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالٰی نے اپنے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجا ہے وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردیگا۔ دین اسلام کے متعلق اللہ تعالٰی نے وعدہ فرمایا: ليظهره على الدين كله آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کا دین تمام ادیان پر غالب رہے گا' چنانچہ عہدِ رسالت ہی میں پیش گوئی پوری ہوگئی۔

☆ قرآن میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن کی نسل کٹ جائیگی۔ بعض کفار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کہتے تھے کہ اس شخص کے کوئی بیٹا نہیں، اس لئے زندگی تک اس کا نام ہے بعد میں اس کو کون پوچھے گا۔ ایسے شخص کو ان کے محاورات میں ابتر کہتے تھے 'ابتر' اصل میں دُم کٹے جانور کو کہتے ہیں جس کے پیچھے کوئی نام لینے والا نہ رہے۔ گویا اس کی دم کٹ گئی۔ قرآن نے بتایا:

ان شانئك هو الابتر

بے شک آپ کا دشمن ہی پیچھا کٹا رہے گا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

یعنی جس شخص کو اللہ خیر کثیر عنایت فرمائے اور ابد الآباد تک نام روشن کرے۔ اسے 'ابتر' کہنا پرلے درجے کی حماقت ہے، حقیقت میں ابتر وہ ہے جو ایسی مقدس ہستی سے بغض وعناد اور عداوت رکھے اور پیچھے کوئی ذکر خیر اور اچھا اثر نہ چھوڑے۔ آج چودہ سو سال بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحانی اولاد سے دنیا بھری ہوئی ہے اور جسمانی بیٹی کی اولاد بھی پوری روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاکیزہ اثرات، پوری دنیا میں چمک رہے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد نیک نامی اور محبت وعقیدت کے ساتھ کروڑوں انسانوں کے دِلوں کو گرما رہی ہے۔ دوست دشمن سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصلاحی کارناموں کا صدق سے اعتراف کر رہے ہیں پھر دنیا سے گزر کر آخرت میں جس مقامِ محمود پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے اور جو مقبولیت اور حسنِ عقیدت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوری کائنات کے سامنے حاصل ہوگی وہ الگ رہی۔ کیا ایسی متبرک اور مقدس ہستی کو 'ابتر' کہا جاسکتا ہے۔ اس کے برعکس اس گستاخ کا خیال کرو جس نے یہ کلمہ زبان سے نکالا تھا اس کا نام ونشان کہیں باقی نہیں، نہ آج نیکی کے ساتھ اسے کوئی یاد کرنے والا ہے۔ یہی حال ان تمام گستاخوں کا ہوا جنہوں نے کسی زمانہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغض وعداوت پر کمر باندھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کی اور اسی طرح آئندہ ہوتا رہے گا۔

☆ قرآن نے اعلان کیا کہ مومنوں کو اقتدار حاصل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت کے لوگوں کو خطاب کیا گیا کہ تم میں سے جو لوگ اعلیٰ درجہ کے نیک اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اطاعت گزار ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں زمین کی حکومت دیگا۔

وعد اللہ الذین امنو وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض الخ

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک میں اقتدار دیگا جیسا کہ ان سے پہلے کو اقتدار اور غلبہ دیا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے پسند کیا ہے مستحکم اور پائیدار بنادے گا اور خوف کے بعد ان کو امن دے گا۔

یہ اللہ کا دائمی وعدہ ہے اگلے مسلمانوں نے اس پر عمل کیا اور عظیم الشان حکومت استحکام دین اور سلامتی کی شکل میں اس کا بدلہ پایا۔ نہ صرف پورے عرب پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی بلکہ سچی دینداری کی بدولت دنیا کے بہت بڑے حصہ پر اسلامی پرچم لہرادیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو ابتدائے اسلام میں بھوک کی شدت اور ناداری کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے اور مسلمان ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مشرق سے مغرب تک تمام ممالک کے بادشاہ بن گئے، یہ انکے ایمان اور عمل کا پھل تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا تھا کہ مجھے روئے زمین کو اِکٹھا کر کے تمام ممالک دکھا دیئے گئے اور میری اُمت عنقریب ان حدوں تک پہنچ جائیگی۔

☆ قرآن نے وعدہ کیا کہ پورے جزیرۂ عرب پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تسلط ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کفارِ مکہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ تم اپنے ساتھ ہمیں بھی لے ڈوبنا چاہتے ہو اگر ہم تمہارا ساتھ دیں اور اس دین کو اختیار کرلیں تو عرب کی سرزمین میں ہمارا جینا مشکل ہوجائے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ

ان الذی فرض علیک القرآن لردک الی معاد

اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! جس خدا نے یہ قرآن تم پر فرض کیا ہے وہ تمہیں ایک بہترین انجام کو پہنچانے والا ہے۔

یعنی جس خدا نے اس قرآن کی علمبرداری کا بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ڈالا ہے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برباد کرنے والا نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس مرتبے پر پہنچانے والا ہے جس کا تصور بھی یہ لوگ آج نہیں کر سکتے اور فی الواقع اللہ تعالیٰ نے چند ہی سال بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس دنیا میں انہی لوگوں کی آنکھوں کے سامنے تمام ملک عرب پر ایک ایسا مکمل اقتدار عطا کر کے دکھا دیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مزاحمت کرنے والی کوئی طاقت وہاں نہ ٹھہر سکی اور آپ کے دین کے سوا کسی دین کیلئے وہاں گنجائش نہ رہی۔

☆ قرآن مجید میں ہے: الم غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے۔ چنانچہ یہ ایسے ہوا جیسے قرآن نے کہا۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ۵۷۰ء میں ولادت باسعادت ہوئی اس وقت دو عظیم طاقتیں، روم اور فارس آپس میں ٹکرا رہی تھیں۔ ۶۰۲ء سے ۶۱۴ء کے بعد تک ان کی حریفانہ نبرد آزمائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔

۶۱۰ء میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی مکہ والوں میں روم اور فارس کی جنگ کے متعلق خبریں پہنچتی رہی تھیں روم کے نصاریٰ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے بھائی اور قریبی دوست قرار دیئے جاتے تھے جبکہ فارس کے آتش پرست مجوسیوں کو مشرکین مکہ اپنے مذہب کے قریب سمجھتے تھے۔ ۶۱۴ء میں جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک تقریباً ۴۵ سال تھی خسرو پرویز کے عہد حکومت میں فارس نے روم کو ایک زبردست شکست فاش دی اور قیصر روم کا اقتدار بالکل فنا ہوگیا۔ بظاہر روم کے اُبھرنے اور فارس کے تسلط سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی مشرکین مکہ خوش تھے۔ عین ایسے موقع پر قرآن نے پیشین گوئی کہ

وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین

کہ رومی اگرچہ فارس سے مغلوب ہوگئے ہیں تاہم نو سال کے اندر اندر وہ پھر غالب آجائیں گے۔

چنانچہ ٹھیک نو سال کے اندر عین بدر کے دن جبکہ مسلمان فتح ونصرت حاصل ہونے کی خوشیاں منا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایران کے مجوسیوں پر رومی اہل کتاب کو غالب کردیا۔

شانِ نزول...... مذکورہ بالا آیت کے شانِ نزول میں لکھا ہے کہ ایک بار روم اور فارس میں مقام از رعات وبصریٰ کے درمیان لڑائی ہوئی اور رومی مغلوب ہوگئے۔ مشرکین مکہ مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم اور رومی اہل کتاب ہو اور ہم اور فارس غیر اہل کتاب پس روم پر فارس کا غلب آنا فال ہے اس کی کہ ہم بھی تم پر غالب رہیں گے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ان میں بتایا گیا کہ اے کافرو! تمہارا خیال پورا نہ ہوگا۔

آغاز مضمون

آسمانی کتب وصحف میں کوئی ایسی کتاب وصحیفہ نہیں جس کا اپنا دعویٰ ہو کہ اس میں ہژدہ ہزار عالم کے ذرّہ ذرّہ کا علم ہے۔ یہ دعویٰ صرف قرآن حکیم نے کیا، چند آیاتِ مبارکہ ملاحظہ ہوں:۔

ولا رطب ولا یا بس الا فی کتاب مبین (پ۶۔انعام:۵۹)

اور کوئی شے تر اور نہ خشک مگر وہ ایک کتاب روشن میں ہے۔

فائدہ...... اس آیت کے عموم سے ظاہر ہے کہ ہژدہ ہزار عالم کے ذرہ ذرہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے اس کی تائید سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعویٰ سے ہوتی ہے، فرماتے ہیں:

لو ضاع لی عقال بغیر لو جدتہ فی القرآن (اتقان، صاوی، مناہل العرفان، کبیر)

اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جاتی ہے تو میں اس کا حال بھی قرآن میں پاتا ہوں۔

کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے جیسا کہ بعض مفسرین کرام نے تصریح فرمائی ہے اگر اس سے لوح محفوظ مراد ہو تب بھی ہمارے موقف کے خلاف نہیں کیونکہ لوح محفوظ میں بھی قرآن مجید ہی تو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ (پ۳۰۔البروج)

بلکہ وہ قرآن لوح محفوظ میں ہے۔

ما فرطنا فی الکتب من شئ (پ۷۔انعام:۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

فائدہ...... مندرجہ ذیل تفاسیر وکتب میں لکھا ہے کہ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

(۱) تفسیر خازن (۲) تفسیر مدارک، جلد۲صفحہ۱۴ (۳) تفسیر جمل، جلد۲صفحہ۱۳ (۴) تفسیر روح البیان، جلد۲صفحہ۱۴۵ (۵) تفسیر اتقان، جلد۲صفحہ۲۱۲ (۶) الطبقات الکبریٰ للشعرانی (۷) عرائس البیان (۸) احیاء العلوم۔

نمونہ کے طور پر چند تفاسیر کی تصریحات حاضر ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عقیدہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کافروں کی ڈینگیں سن کر آیت کے نزول کے بعد کفار و مشرکین سے فرمایا:

لا یقرن اللہ اعینکم فواللہ لیظھرن الروم علی فارس بعد بضع سنین

تمہاری آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوں گی بخدا چند سالوں بعد رومی فارسیوں پر غلبہ پا جائیں گے۔

لعین ابی بن خلف کافر' صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا اور کہا:

کذبت اجعل بیننا اجلا اناحبک علی والمناحبۃ المخاطرۃ فناحبہ

علی عشرۃ ناقۃ شابۃ من کل واحد منھما

تم جھوٹ بولتے ہو ہمارے اور اپنے درمیان ایک معاہدہ کر لو میں تمہارے ساتھ شرط لگاتا ہوں

ہم میں سے جو بھی سچا نکلے اس کو دوسرا دس اونٹنیاں دے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کی شرط قبول کر لی اور پہلے دس نوجوان اونٹنیوں پر شرط طے پائی کہ تین سال میں اگر یہ بات ظاہر ہو گئی تو بمطابق شرط دس نوجوان اونٹنیاں دیں گے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا، بضع کا اطلاق تین سے نو تک پر ہوتا ہے۔ (فلہٰذا شرط کو اسی گنتی کے مطابق کر لو۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علمِ غیب کا اشارہ قابلِ غور ہے کیونکہ رومیوں کی فتح تین سے اوپر چند سالوں کے بعد ہونی تھی اس لئے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شرط میں اضافے کا فرمایا)۔

چنانچہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے شرط اور مدت میں اضافے کا فرمایا تو دونوں سو اونٹنیوں اور نو سال پر متفق ہو گئے۔ اس کے بعد ابی بن خلف لعین کو خطرہ محسوس ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ تو عنقریب مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے والے ہیں اسی لئے آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ اگر نہ ہوں اور میرا دعویٰ صحیح نکلا تو! تو آپ نے فرمایا میرا لڑکا عبدالرحمٰن ضامن ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سنا کہ ابی بن خلف اُحد کی طرف جانے والا ہے تو آپ نے اپنے صاحبزادے کو بھیجا کہ اس سے ضمانت لیں۔ چنانچہ ابی بن خلف نے اُحد کو جانے سے پہلے ضامن دے دیا۔ جب ابی بن خلف اُحد سے واپس ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تیر مارنے سے مر گیا۔ اس کے بعد رومیوں کو فارسیوں پر ساتویں سال فتح ہوئی۔

فائدہ...... روح البیان میں ہے کہ جبریل علیہ السلام خوشخبری لائے کہ رومی غالب اور فارسی مغلوب ہو گئے اور یہی بدر کی فتح کا دن ہے اس کے بعد سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ابی بن خلف کے وارثوں سے شرط کے مطابق سو اونٹنیاں لے لیں اور وہ سب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا انہیں صدقہ کر دو۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فرمان پر ان سب کو راہِ خدا میں تقسیم کر دیا اور یہ انما الخمر والمیسر الخ کے حکم کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔

عقیدۂ اہلسنّت...... صاحبِ روح البیان نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں:

والآية من دلائل النبوة لانها اخبار عن الغيب

اور آیت نبوت کے دلائل میں سے ہے اس لئے کہ یہ غیب کی خبر پر مشتمل ہے۔

یہی ہمارا عقیدہ ہے جو الحمدللہ اسلاف صالحین سے عطا ہوا ہے جو اسلاف کرام صحابہ عظام سے وراثت علمی میں نصیب ہوا۔

نبوی علم غیب...... قرآن مجید جو کہ 'ما کان وما یکون' کے علم پر حاوی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ اسی لئے جو غیبی خبریں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ہی ہیں چنانچہ قرآن واحادیث میں واضح ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم 'ما کان وما یکون' اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔

ازالۂ وہم...... قرآن حکیم اور احادیثِ نبویہ میں جہاں کہیں بھی غیر اللہ سے علم غیب کی نفی وارد ہوئی ہے اس سے مراد یہی ذاتی علم غیب ہے یعنی خدا کی تعلیم اور اس کی عطا کے بغیر کسی کو کوئی علم نہیں ہے لیکن علم غیب عطائی تو یہ بلاشبہ ہر نبی کو حاصل ہوتا ہے بلکہ نبی کے واسطے سے اولیائے کرام کو بھی واقعاتِ آئندہ کی خبر ہو جاتی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

فلا يظهر علىٰ غيبه احدا الا من ارتضى من رسول

اللہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر اپنے محبوب رسولوں کو۔

رسولوں میں سب سے افضل واعلیٰ رسول حضور سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں اور آپ اللہ کے محبوبِ اکبر بھی ہیں اور خلیفہ مطلق بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم 'ما کان وما یکون' عطا فرمایا اور ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کے تمام علوم سرکار کے سینۂ اقدس میں ودیعت رکھ دیئے۔ آپ کے سینہ اقدس کو کشادہ فرمایا اور اس میں وہ قوتِ علمیہ پیدا کر دی جس سے کائنات کی کوئی شے آپ کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہی۔

ثبوت علم غیب...... نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علمی وسعت کہ ما کان وما یکون کے ذرہ ذرہ سے آگاہ ہیں اس پر اہلسنّت کی تصانیف بکثرت ہیں۔ چند روایات پیش کرتا ہوں۔

احادیثِ مبارکہ

☆ عن الزھری قال اخبرنی انس بن مالک ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من احب ان یسأل عن شئ فلیسأل عنہ فواللہ لا تسئلونی عن شئ الا اخبرتکم بہ مادمت فی مقامی ھذا (بخاری شریف، ج ا ص ۱۰۸۳)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت کا ذکر فرمایا پھر فرمایا کہ جس کا دل چاہے وہ کسی قسم کا سوال کرلے۔ قسم خدا کی جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں مجھ سے جو بھی تم کسی چیز کے متعلق سوال کروگے تو میں تمہیں خبر کردوں گا۔

☆ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من شئ لم ارہ وقد رائیتہ فی مقامی ھذا حتی الجنۃ والنار (ایضاً ص ۱۰۸۲)

کوئی ایسی چیز جس کو میں نے نہیں دیکھا اُس کو میں نے اس مقام پر دیکھ لیا ہے حتی کہ جنت اور دوزخ بھی۔

فائدہ...... معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم کُلّی حاصل ہے جسے علم ماکان وما یکون کہا جاتا ہے۔

☆ قال علیہ السلام ان اللہ زوی لی الارض حتی رئیت مشارقھا ومغاربھا (مسلم شریف)

بیشک اللہ نے میرے لئے زمین کو اِکٹھا کیا ہوا ہے۔ میں نے اُس کے تمام مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے۔

☆ عن ابی زید (یعنی عمر بن اخطب) قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن فاعلمنا احفظنا (مسلم)

حضرت عمر بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے ہمیں ظہر تک خطاب فرمایا۔ پھر منبر سے اُترے تو ہمیں نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے تو عصر تک ہمیں خطاب فرمایا۔ پھر اُترے اور نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے حتی کہ سورج غروب ہوگیا تو آپ نے جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا اور جو کچھ بھی آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرما دیا۔ جو ہم سے زیادہ حافظے والا تھا وہ ہم سے زیادہ عالم ہوگیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی معجزانہ طاقت پر ایک ہی دن میں غیب کُلّی کو بیان فرما دیا۔

☆ عن عمر قال قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذٰلك من حفظه ونسیه من نسیه (بخاری شریف، ص۴۵۳۔ مشکوٰۃ، ص۷۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مقام پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری مجلس میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ابتدائے خلقت سے لے کر جنتیوں کے جنت کے مقامات میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کے دوزخ کے مقامات میں داخل ہونے تک تمام خبریں ہمارے سامنے بیان فرمادیں جس کو یادرہا،جس کو بھول گیا بھول گیا۔

اس حدیث سے بھی جس کے راوی حضرت عمر ہیں ثابت ہوا کہ آپ کو علم کلی تھا جس کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا۔

☆ عن عائشة قالت كان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول ان اتقاكم واعلمكم باللّٰہ انا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم تمام میں زیادہ متقی اور زیادہ جاننے والا ہوں۔ (بخاری شریف، ج۱ص۷)

☆ عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال خرج علینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وفی یدہ كتابان فقال اتدرون ما هٰذا ان الكتابان فقلنا لا یا رسول اللّٰہ الا ان تخبرنا فقال الذی فی یدہ الیمنیٰ هٰذا كتاب من ربّ العالمین فیه اسماء اهل الجنة واسماء آبائهم وقبائلهم ثم اجمل علی آخرهم فلا یزاد فیهم ولا ینقص منهم ابدا ثم قال للذی فی شماله هٰذا كتاب من ربّ العالمین فیه اسماء اهل النار واسماء آبائهم وقبائلهم ثم اجمل علی آخرهم فلا یزاد فیهم ولا ینقص منهم ابدا الخ (ترمذی شریف، ج۲ص۳۶)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں تو آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں تو ہم نے عرض کی نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر یہ کہ آپ ہمیں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے یہ ربّ العالمین کی طرف سے ہے اس میں تمام جنتیوں کے نام اور اُن کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ تو ان میں نہ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا ہمیشہ تک، پھر فرمایا یہ جو کتاب میرے بائیں ہاتھ میں ہے یہ ربّ العالمین کی طرف سے ہے اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں اور ان کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے نہ اُن میں کچھ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم ہمیشہ کیلئے۔

فائدہ...... اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جنتیوں اور تمام دوزخیوں کی فہرستیں اللہ تعالیٰ نے عطا کردی ہوئی ہیں جن میں ان کے اعمال بھی شامل ہیں۔

نوٹ...... اس قسم کی بے شمار احادیثِ مبارکہ ہیں تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی تصنیف 'غایۃ المامول فی علم الرسول' اور 'علم الغیب فی الاحادیث'۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں

قرآن کی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشین گوئیاں فرمائی ہیں۔ ذیل میں ہم ان احادیث کا ذکر کرتے ہیں جن میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واقعاتِ آئندہ بیان فرمائے اور آپ کے ارشادات حرف بہ حرف پورے ہوئے۔ اگرچہ ان تمام پیش گوئیوں کا حصر تو بہت دُشوار ہے تاہم ثبوتِ مقصد کیلئے چند پیشین گوئیاں حاضر ہیں۔

شہادتِ امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خبر غیبی

حضرت ابن الحارث کہتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

ان ابنی ھذا یعنی الحسین یقتل بارض یقال لھا کربلا (خصائص، ج ۲ ص ۱۲۵)

میرا یہ فرزند حسین اس زمین میں شہید ہوں گے جس کا نام کربلا ہے۔

طبرانی کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی تاریخ بھی بیان فرمائی اور فرمایا، یہ میری ہجرت کے ساٹھویں سال شہید کیے جائیں گے۔ (ماثبت بالسنۃ)

سائنسی ایجادات

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موجوہ سائنسی ایجادات کی اجمالی خبریں دی ہیں جنہیں آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

لا تقوم الساعۃ حتی تروا امورا عظاما لم تکونوا ترونھا ولا تحدثون بھا انفسکم

اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم ان امورِ عظیمہ کو دیکھ نہ لو، جنہیں کبھی دیکھا نہ ہو، نہ ہی ان کے بارے میں سوچا ہوگا۔

ان اشیاء میں سب نئی نئی ایجادات آگئی ہیں مثلاً ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، ریڈیو، وائرلیس، ٹیلی ویژن، بجلی اور ایٹمی ہتھیار وغیرہ اس اجمال کے علاوہ ہر ایک شے کے متعلق علیحدہ علیحدہ تفصیلی مضامین بھی ہیں جنہیں ہم نے اپنی تصنیف 'کل کیا ہوگا' میں بیان کیا ہے۔

مسجد عشار کے متعلق غیبی خبر

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسجد عشار سے قیامت کے دن شہداء کو اُٹھائے گا اور بدر کے شہداء کے ساتھ اُن شہیدوں کے سواء کوئی نہ ہوگا۔

فائدہ...... اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابلہ کی مسجد عشار سے شہداء بدر کے قیامت کے دن اُٹھنے کا علم ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہی مسجد عشار ہے جس میں حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند حاجیوں کو جو اسی جگہ کے رہنے والے تھے اُن کو فرمایا کہ میری طرف سے ابلہ کی مسجد عشار میں دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اور اس کا ثواب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کرے۔ الفاظِ حدیث یہ ہیں: قال من یضمن فی منکم ان یصلی لی فی المسجد العشار رکعتین او اربعا ویقول ھذہ لابی ھریرۃ (ابوداؤد)

انکشاف عجیب غیر اللہ کیلئے کسی شے کو نامزد کیا جائے تو جائز ہے جیسے ہم کہتے ہیں پیر کا بکرا، غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارھویں، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے میلاد وغیرہ وغیرہ۔

نہر فرات میں خزانہ کی غیبی خبر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف میں مروی ہے۔

لا تقوم الساعة حتی یحسر الفرات عن جبل من ذهب یقتتل الناس علیه فیقتل من کل مائة تسعة وتسعون ویقول کل رجل منهم لعلی اکون الذی انجوا (مسلم شریف)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک نہر فرات نہ کھل جائے (یعنی خشک ہوجائے) اور اُس کے اندر سے سونے کا پہاڑ نکلے گا۔ لوگ اس خزانہ کو حاصل کرنے کیلئے لڑیں گے اور اُن لڑنے والوں میں ننانوے فیصد مارے جائیں گے اور اُن میں ہر شخص کہے گا شاید زندہ بچ جاؤں اور اس خزانہ پر قبضہ کرلوں۔

فائدہ...... یہ معلوم ہوا کہ جو خزانہ یعنی سونے کا پہاڑ نہر فرات میں ہے اسکی کسی کو خبر تک نہیں ہے لیکن حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس مخفی شے کا علم ہے۔ جس کے نکلنے کی آپ نے خبر دی اور یہ بھی معلوم تھا کہ اس خزانہ پر لوگوں میں لڑائی ہوگی کہ شاید مجھے یہ خزانہ حاصل ہوجائے۔ دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

قال اترکوا الحبشة ما ترکوکم فانه لا یستخرج کنز الکعبة الا ذوالسوقتین من الحبشة (ابوداؤد)

آپ نے فرمایا حبشیوں کو چھوڑ دو اور اُن سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو۔ جب تک کہ وہ تم سے کچھ نہ کہیں۔
اس لئے کہ آئندہ زمانہ میں کعبہ کا خزانہ ایک حبشی ہی نکالے گا جس کی پنڈلیاں چھوٹی ہوں گی۔

دیکھئے! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کعبہ شریف میں خزانہ ہونے کے متعلق بھی علم ہے اور آپ کو اس حبشی کا بھی علم ہے جو اس خزانہ کو نکالے گا۔ معلوم ہوا کہ حضور رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عالمین کی کوئی شے مخفی نہیں ہے اور آپ ہر ایک کے حلیہ تک کو بھی جانتے ہیں۔

نار حجاز کی غیبی خبر

اس نار حجاز کی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے خبر دی چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

لا تقوم الساعة حتی تخرج نار من ارض الحجاز تضیی اعناق الابل ببصری (مشکوٰۃ)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک نہ آئے گی یہاں تک کہ زمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی (بصریٰ شام میں ایک شہر ہے)۔

فائدہ...... یہ حدیث شاہد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حجاز سے آگ کے نکلنے کا علم تھا۔ جس کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی خبر فرمادی ہے۔ اس کی نار کے متعلق تفصیل اور عجائبات فقیر کی تصنیف 'محبوبِ مدینہ' میں پڑھیے۔

آخری گذارش

نمونہ کے طور پر یہ چند پیشین گوئیاں عرض کی ہیں تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی تصنیف 'کل کیا ہوگا' اس سے واضح ہوا کہ وہ کلام الٰہی جو جملہ عالمین کے علوم کو حاوی ہے۔ اس قرآن کے سب سے بڑے عالم حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اسی لئے آپ کیلئے اٹھارہ ہزار عالم کے تمام علوم ایسے منکشف ہیں جیسے ہمارے لئے سورج۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۶ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ بہاول پور۔ پاکستان

تفسیر خازن میں ہے: ان القران مشتمل علی جمیع الاحوال بے شک قرآن تمام احوال پر مشتمل ہے۔

علامہ سلیمان جمل فتوحات الٰہیہ میں فرماتے ہیں:

اختلفوا فی الکتاب ما المراد به قیل اللوح المحفوظ وعلی هذا فالعموم ظاهر لان اللّٰه تعالیٰ اثبت ما کان وما یکون به وقبل القرآن وعلی هذا فهل العموم باق منهم من قال نعم وان جمیع الاشیاء ثبت فی القرآن اما بالتصریح وابا الایما ومنهم من قال انه یراوبه الخصوص والمعنی کل شئ یحتاج الیه المکلفون

کہ اس آیت میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ کتاب سے لوح محفوظ مراد ہے، یوں تو عموم ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں تمام ما کان وما یکون تحریر فرما دیا۔ دوسرا یہ کہ قرآن کریم مراد ہے، آیا اب بھی عموم رہا، ائمہ میں سے ایک فریق فرماتا ہے، ہاں اب بھی عموم ہے اور فرماتے ہیں کہ جمیع موجودات قرآن مجید میں مذکورہ ہیں خواہ صاف 'صریح' خواہ بہ اشارہ' اور دوسرا خصوص لیتا ہے کہ جتنی اشیاء کی مکلفین کو حاجت ہے۔

تفسیر عرائس البیان میں لکھا ہے:

ای ما فرطنا فی الکتب ذکر احد من الخلق لکن لا یبصر ذکره فی الکتاب الا لمویدون بانوار المعرفه

اس کتاب میں مخلوقات میں سے کسی کا ذکر نہیں چھوڑا مگر اسکو کوئی اس آدمی کے سوا نہیں دیکھ سکتا جس کی تائید انوار معرفت سے کی گئی ہو۔

علامہ شعرانی طبقات الکبریٰ میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

لو فتح اللّٰه عن قلوبکم اقفال السدد لا طلعتم علی ما فی القران من العلوم واستغثیتم عن النظر فی سواه فان جمیع ما رقم فی صفحات الوجود قال اللّٰه تعالیٰ ما فرطنا فی الکتب من شئ

اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے قفل کھول دے تو تم علموں پر مطلع ہو جاؤ جو قرآن میں ہیں اور تم قرآن کے سوا دوسری چیزوں سے لاپرواہ ہو جاؤ کیونکہ قرآن میں وہ چیزیں ہیں جو وجود کے صفحوں میں لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی شے نہیں چھوڑی۔

تفسیر اتقان میں درج ہے:

ما من شئ فی العالم الا ھو فی کتاب اللہ تعالیٰ

عالم میں کوئی شے ایسی نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔

فائدہ...... ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ لوح محفوظ میں جمیع علوم ہیں اور لوح محفوظ کی تفصیل قرآن کریم میں ہے انہی قرآنی آیات کے پیش نظر علمائے اسلام کا یہ دعویٰ درست ہے کہ ہژدہ ہزار عالم کا ذرہ ذرہ قرآن میں مذکورہ ہے کہ اس کے اعجاز کا تقاضا یونہی ہے۔

علامہ ابن خلدون مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وکان ینزل جملا جملا وآیات آیات لبیان التوحید والفروض الدینیۃ بحسب الوقائع ومنھا ما ھو فی العقائد الایمانیہ ومنھا ما ھو الاحکام الجوارح ومنھا ما یتقدم ومنھا ما یتاخر

قرآن مجید جملہ جملہ اور آیات آیات نازل ہوتا، توحید اور دینی فرائض، وقائع کے بیان کیلئے بعض آیات اور جملے ایمانی عقائد پر مشتمل ہوتے اور بعض احکام کیلئے بعض متقدم امور کیلئے اور بعض متاخر امور کیلئے۔

یہی وجہ ہے کہ جو کچھ اس کے نزول سے قبل گزرا اور جو کچھ نزول کے بعد ہوگا تمام کا تمام اشارات و کنایات کے ساتھ اس میں مذکورہ ہوگیا اور ہمارا عقیدہ ہے کہ تا قیامت قرآن مجید تمام نوع انسانی کیلئے مکمل ضابطہ حیات ہے، عمرانیات و اخلاقیات ہو کہ سیاسیات و معاشیات، غرض ہر طرح کے مسائل پر زریں اصول پیش کرتا ہے اس کا اعتراف بعض مستشرقین مثلاً موسیو، سیدیو، گبن، کارلائل، ٹالسٹائی، ڈیون، پورٹ وغیرہ نے بھی کیا ہے۔

اعجاز القرآن

قرآن مجید کے متعلق ایسا دعویٰ صرف لفظی نہیں حقیقی ہے کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ایسا معجزہ مقرر فرمایا ہے کہ وہ باوجود کسی حجم کے بہت کثیر معانی پر متضمن ہے اور ان معانی کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ انسانی عقول ان کی مثالیں لانے سے قاصر ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمت اللہ اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر سیاہی اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں۔ (پ ۲۱۔ لقمان: ۲۷)

فائدہ...... اس آیت میں اس بات کی اطلاع ہے کہ یہ وصف خاص کہ وہ اپنی طرف نظر کرنے والے اور کسی نور کے دکھانے اور کوئی نفع پہنچانے سے خالی نہیں رہنے دیتا۔

کالبدر من حیث التفت رایۃ یہدی الی عینک نورا ثاقبا کالشمس فی
کبد الاسماء وضوءھا یغشی البلاد مشارقا و مغاربا (اتقان فی علوم القرآن، ج ۲ ص ۳۱۹)

قرآن چاند کی طرح ہے کہ تم اس کو جس طرف سے دیکھو ایک شفاف اور ثاقب نور بطور ہدیہ دے گا یا آفتاب کی طرح جو آسمان کے وسط میں ہے اور اس کی روشنی روئے زمین کو مشرق و مغرب تک اپنی نورانی چادر میں ڈھانپے ہوئے ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی 'اتقان' کے اسی صفحہ میں لکھتے ہیں، قرآن مجید میں ستر ہزار چار سو پچاس علوم وفنون کا ذکر ہے اور یہ تعداد کلماتِ قرآن کے عدد کو چار سے ضرب دینے سے معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ ہر علم کا ایک ظاہر، ایک باطن، ایک حد اور ایک مطلع پایا جاتا ہے۔

اس سے نہ صرف دینی علوم مراد ہیں بلکہ ہر طرح کے، یہاں تک کہ ظلال القرآن میں لکھا ہے کہ فن صوتی اگرچہ محض ایک فن ہے لیکن قرآن مجید نے اسے بھی نہیں چھوڑا مثلاً قرآن حکیم کے مطلع اور مقطع، آغاز وانجام میں ایک خاص قسم کا حسن وجمال پایا جاتا ہے قرآن حکیم حسن اسلوب وانداز کا حامل، موسیقی سے بھرپور اور نغمہ سے معمور ہے لہٰذا کسی بشری کلام سے اسکا موازنہ وتقابل درست نہیں بلکہ بعید از قیاس ہے اس کلام کا طرز ومنہاج یہ ہے کہ فلاں مخصوص طرز وانداز کی حامل، واضح اور نمایاں، موید بالدلیل آیت فلاں ہے جسے ہم (قرآن کی تفسیر قرآن ہی ہے) تعبیر کرتے ہیں ورنہ قرآن بلاغت اور جادو بیانی کا تانا بانا یکرنگ وہم آہنگ ہے اس کے لہجہ اور سخن میں موسیقی کا ساتنوع ہے۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ کلامِ الٰہی اوزان وقوافی کی حدود و قیود سے پاک، تعبیر و بیان کی آزادی کی صفات سے بھرپور ہے جس کے دوش بدوش شعر کی باطنی موسیقی نے کلام مجید کو اشعار سے بے نیاز کر دیا ہے اور یہ شعر ونثر دونوں کے خصائص واوصاف کا جامع ہے یہ بات ہر لفظ سے نمایاں ہے اور جداگانہ مفصل صوت ومنفرد رنگ، ڈھنگ کسی رنگ آمیزی کتاب میں نہیں۔ صوتی اعجاز اپنے پورے شباب پر ہے۔ مثلاً وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ و وجوہ یومئذ باسرۃ تظن ان یفعل بہا فاقرۃ (پ ۲۹۔ القیامہ) سعد اور اشقیا کے فرق کو یوں بیان کیا ہے فمن حزح عن النار وادخل الجنۃ اس طرح کی متعدد مثالیں قرآن میں موجود ہیں بلکہ جس فن وہنر کو لیا جائے اس کی نہ صرف مثالیں اس کے اصول وضوابط بھی واضح بیان فرمائے گئے ہیں۔

امام موصوف مزید فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہر ایک شے پر مشتمل ہے۔ انواع علوم کو لیجئے تو اس میں کوئی ایسا باب یا مسئلہ جو کہ اصول الاصول ہو اس طرح کا نہیں ملتا کہ قرآن میں اس پر دلالت کرنے والی بات موجود نہ ہو مثلاً عجائب مخلوقات کا ذکر اس میں ہے۔ آسمانوں، زمینوں کی مخفی قوتوں کا بیان اس میں ہے۔ افق اعلیٰ اور تحت الثریٰ میں جو بات پائی جاتی ہے اس کے ذکر سے بھی قرآن خالی نہیں۔ ابتدائے آفرینش کا بیان اس میں ہے نامی نامی رسولوں اور فرشتوں کے نام وہ بتاتا ہے۔ گزشتہ اقوام کے قصوں کا ماحصل اور ان کا خلاصہ قرآن نے بیان کر دیا ہے۔ مثلاً آدم علیہ السلام اور شیطان کا قصہ جبکہ وہ جنت سے نکالے گئے اور جبکہ ان کے بیٹے کا معاملہ پیش آیا جس کا نام آدم علیہ السلام نے عبد الحارث رکھا تھا۔ ادریس علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا حال، قوم نوح کے دریا برد کئے جانے کا ماجرا، قوم عاد اولیٰ کا قصہ، قوم عاد ثانیہ کا ذکر، قوم ثمود، ناقہ، صالح، قوم یونس، قوم شعیب، قوم لوط اور اصحاب الرس کے حالات، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے مجادلہ اور نمرود سے مناظرہ کرنے کا حال، ان باتوں کے ساتھ جو کہ ابراہیم علیہ السلام کے اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام اور ان کی ماں حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وادی بطحا میں چھوڑ کر آنے اور بیت اللہ تعمیر کرنے کے متعلق نہایت اختصار کے ساتھ مگر پورا پورا بیان ہوئے ہیں۔ ذبیح کا قصہ، یوسف کا قصہ نہایت ہی بسط و تفصیل کے ساتھ، موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ان کے دریا میں ڈالے جانے، قبطی کو قتل کرنے، شہر مدین کو جانے، شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کرنے، اللہ تعالیٰ سے کوہِ طور کے پہلو میں کلام کرنے، فرعون کی طرف آنے کا حال غرض سب کچھ درج ہے علاوہ ازیں حضرت طالوت، داؤد و سلیمان، خضر و ذوالقرنین، ایوب والیاس، ذکریا و یحییٰ، مریم و عیسیٰ، اصحابِ کہف کے واقعات لکھے ہیں، نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت وصورت کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ (الاتقان ملخص)

حضرت علامہ ابو اسحاق ابراہیم الشاطبی المتوفی ۷۹۰ھ خوب لکھتے ہیں: القرآن علی اختصارها جامع ولا یکون جامع الا والمجموع امور کلیات میں قرآن مجید مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے اور جامع ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں کلیات مذکور ہیں۔ (کتاب الموافقات، ج۵ ص۳۶۷) یہی مضمون اصول الدین از ابن طاہر البغدادی، کتاب الاموال ص ۵۴۴ اور اتحاف اسادۃ المتقین از سیّد مرتضیٰ بلگرامی ج ۴ ص ۵۲۸ میں بھی مرقوم ہے۔

جامعیت کی مثال

دورِ حاضر میں خطاط سورۂ یٰسین ایک لفظ یٰسین میں لکھ دیتا ہے بظاہر تو وہ لفظ یٰسین ہے لیکن قرآن کا ماہر یا حافظ یا قاری سمجھتا ہے کہ صرف اس ایک لفظ میں قرآن کے کئی رکوع لکھے ہوئے ہیں اور وہ پڑھنے والا اسی ایک لفظ سے تمام رکوعات کے ایک ایک حرف پڑھ رہا ہے اور دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح کسی ایک ملک کا نقشہ دکھایا جاتا ہے دیکھنے والا اس نقشے کو چھوٹا سا نشان سمجھ رہا ہے مگر جاننے والا جانتا ہے کہ اس چھوٹے سے نقشے میں تمام ملک کے اضلاع، تحصیلیں، قصبے اور دیہات ضمناً معلوم ہو گئے ہیں۔

بزرگوں کے فیصلے

قرآن حکیم کی جامعیت کے بارے میں اب اہل فکر و نظر کے فیصلے نقل کئے جاتے ہیں۔ پہلے شہنشاہ دوسرا، امام الانبیاء، جانِ رحمت، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد سنئے فرمایا، وہ زمانہ آنے والا ہے جب بہت سے فتنے برپا ہونگے، عرض کی گئی ان کے نکلنے کے علم کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

کتاب اللہ فیہ نباء ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم (ترمذی شریف)

کتاب اللہ کہ جس میں پہلوں کی سرگزشت اور بعد کی خبریں اور تمہارے درمیان کا حکم موجود ہے۔

حضرت سیّدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر ستر اونٹ کے بوجھ اُٹھانے کے برابر لکھ دوں۔ (الاتقان، ج ۲ ص ۱۸۶)

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو تحصیل علم کا ارادہ رکھتا ہو وہ قرآن پاک پڑھے کہ اس میں اگلوں اور پچھلوں کے تمام قصے ہیں۔ (الاتقان)

سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کل شئ فی القرآن یوفا تہ لا یکون ابدا ہر چیز قرآن میں ہے اگر کوئی چیز قرآن سے فوت ہو جائے تو ابد تک نہ ملے۔ (تفسیر الاتقان، ج ۱ ص ۱۷۴)

سیّدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے تابعین و اسلاف سے ماثور ہے کہ اولین و آخرین کے علوم کتبِ اربعہ میں اور کتبِ اربعہ کے قرآن میں اور قرآن کے سورۂ فاتحہ میں اور فاتحہ کے بسم اللہ میں اور بسم اللہ کے حرف با میں موجود ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن امور کی اُمت قائل ہے وہ سب کے سب قرآن و سنت کی شرح ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب کچھ حضور نے قرآن سے سمجھا۔ ایک بار خود حضرت امام نے فرمایا میں ہر سوال کا جواب قرآن سے دوں گا۔ آپ سے بھڑ کا حکم شرعی پوچھا گیا، آپ نے ایک حدیث پڑھی، سائل نے کہا یہ قرآنی جواب تو نہ ہوا، آپ نے فرمایا یہ حکم قرآنی تو ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا (سورۃ الحشر)

جو تمہیں میرا رسول عطا کرے لے لو، جس سے روکے رُک جاؤ۔

فائدہ...... آیت میں لفظ ما عام ہے، اس سے جملہ امور مراد ہیں، دُنیوی ہوں یا اُخروی۔

چند واقعات

اب قرآن حکیم کی جامعیت کے سلسلہ میں چند واقعات لکھے جاتے ہیں جن سے یہ علم ہوتا ہے کہ قرآن کتنا ہمہ گیر ہے اور ہمارے بزرگ اس کے کتنے ماہر ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک یہودی تھا، جس کی داڑھی بہت تھوڑی تھی، صرف چند گنتی کے بال تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک بہت گھنی تھی اور یہودی نے ایک مرتبہ آپ سے کہا اے علی! آپ کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں ہر چیز کا ذکر ہے تو کیا آپ کی گھنی اور میری مختصر داڑھی کا بھی ذکر ہے؟ آپ نے فرمایا سنو! قرآن فرماتا ہے:

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن اللہ والذی خبث لا یخرج الانکدا

جو زمین اچھی ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب زمین ہے اس کا بہت تھوڑا نکلتا ہے۔

مزید فرمایا، اچھی زمین میرا چہرہ اور خراب زمین تمہارا چہرہ۔

دوسری صدی ہجری کے حدیث وفقہ کے زبردست اور نامور عالم عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوکر واپس جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک گم کردہ راہ بڑھیا سے ملاقات ہوئی جو سیاہ اون کا لباس پہنے ہوئے تھی۔ ارض حجاز کی ریگزار سرزمین میں اس طرح تن تنہا ایک ضعیفہ کو پڑا ہوا دیکھ کر عبداللہ ابن مبارک کو سخت حیرانی ہوئی اور یکے بعد دیگرے طرح طرح کے خیالات دماغ میں آئے مگر کوئی یقینی نتیجہ پیدا نہ ہوسکا بالآخر استفسار حال کیلئے رسمِ عرب کے بموجب السلام علیکم سے اپنے کلام کی ابتداء کی اور یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ ضعیفہ ان کے ہر سوال کا جواب عام بات چیت کے بجائے قرآن کریم کی آیات سے دیتی تھی۔ عبداللہ ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے ہر چند کوشش کی کہ وہ عام لوگوں کی طرح مجھ سے بات چیت کرے مگر مجھے اپنے ارادہ میں کامیابی نہ ہوسکی۔

عبداللہ ابن مبارک کے دلچسپ سوالات کے جوابات میں بڑی بی نے جن آیاتِ قرآنیہ کو ذریعۂ جواب بنایا ان کا برجستہ استحضار نہایت پُر لطف اور بے حد دلکش ہے۔